عثمان غنی رضؓ

مجلس فلاح ملت نے
فلاح ملت کیلئے
شائع کیا

خورشید احمد انور

مصنف کی انگریزی تصنیف عثمان کا اردو
ترجمہ

اسلامی مطبوعات

ینگ پیپل پبلشنگ بورڈ لاہور
قیمت ۱۲ر
بار دوم

خوش حال تاجر

حضرت عثمان چونتیس سال کے تھے جب رسولؐ خدا نے کلمۃ الحق کا اعلان کیا۔ وہ ایک اچھے گھرانے کے تھے۔ اور لوگ ان کی ایمانداری اور اخلاق کی وجہ سے عزت کرتے۔ اس وقت عرب میں تعلیم عام نہ تھی لیکن حضرت عثمان پڑھے لکھے تھے۔ یہ اس زمانے میں ایک بہت بڑی بات سمجھی جاتی تھی۔ اور وہ اپنی صداقت، دیانت ذہانت اور تعلیم کی وجہ سے بہت جلد ایک مالدار تاجر بن گئے تھے۔

ان کے ہم وطن ان کی ثروت اور فیاضی کی وجہ سے ان کی بیحد عزت کرتے۔ لیکن

قبولِ اسلام

جب رسولِ خدا نے توحید کا اعلان کیا تو اُن کے ہم وطن آتش بپا ہو گئے۔ حضور سرورِ کائناتؐ ان کو بت پرستی کی لعنت سے پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور انھیں سیدھے راستے پر چلنے کو کہتے۔ لیکن صحرا کے جاہل بدوؤں اور مکہ کے کم سمجھ سرداروں کے لئے نماز، مسجد اور مؤذن کی آواز قطعی اجنبی تھی۔ یہ سب جوئے کے پانسے تھرکتے پاؤں کی جھنکار اور چھلکتے ساغر سے کس قدر مختلف تھیں۔ اس لیئے وہ اسلام کے احکام اور سرکار دو عالمؐ کی تعلیم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے

لیکن حضرت عثمانؓ فطرتاً نیک تھے۔ اور صداقت کی طرف مائل۔

صدیقؓ کے دوست

حضرت عثمانؓ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دوست تھے۔ اور حضرت ابوبکرؓ وہ شخص تھے۔ جو رسولِ خداؐ پر سب سے پہلے ایمان لائے سچے دوست جاں نثار ہمراہی اور پیغمبر اعظمؐ کے دستِ راست تھے صدیقِ اکبرؓ وہی باہمت انسان تھے۔ جو سب سے اوّل مشعلِ اسلام لے کر دینِ حق پھیلانے کے لئے بے خوف و بے ہراس باہر نکلے۔ اور عثمانؓ بھی تو نہایت ارفع و اعلیٰ خیالات اور جذبات کے مالک تھے۔ اس قسم کا انسان نیک و بد میں باآسانی تمیز کر سکتا ہے۔ ایک دن وہ اپنے دوست سے ملنے گئے۔ صداقت پر بحث

ہوئی ۔ حضرت ابوبکرؓ کی خوش بیانی کا اتنا اثر ہوا کہ روشنی نظر آنے لگی ۔ خانۂ دل توحید سے منوّر ہو گیا ۔ اور آپ نے سرورِ دو عالمؐ کے حضور میں جا کر امن و آشتی کا مذہب قبول کرنے کا فیصلہ کیا ۔

اتنے میں حضورؐ خود اس جگہ تشریف لے آئے ۔ اور حضرت عثمانؓ کو دیکھ کر فرمایا ،

"عثمانؓ ! اللہ کی جنت قبول کر مجھے اس کام کے لئے منتخب کیا گیا ہے ۔ کہ نہ صرف تمہیں بلکہ ساری کائنات کو راہِ راست دکھاؤں "!

یہ چند سیدھے سادے الفاظ حضرت عثمانؓ کے دل میں گھر کر گئے ۔ اور آپ نے فوراً کلمۂ توحید پڑھ کر رسولِ خدا کے ہاتھ کو چوم لیا ۔

حلقہ بگوش

رسولؐ خدا قبیلہ بنو ہاشم سے تھے ۔ اور بنو امیّہ بنو ہاشم کے دشمن تھے ۔ بنو امیہ طاقتور اور امیر تھے ۔ اس لیئے ان کی عزت تھی ۔

اگر رسولؐ خدا اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں تو عرب کی سرداری بنو ہاشم کے ہاتھ آ جاتی ۔ اس خیال سے بنو امیّہ خالف تھے ۔ ان کے لیڈر ابوسفیان قسم کے آدمی نئے مذہب کو کچلنے میں ہمیشہ پیش پیش تھے ۔ انہوں نے اس ننھے سے چراغِ وحدت کو گل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ۔

حضرت عثمانؓ بنو امیّہ میں سے تھے ۔ اور ان کے ارادوں سے بخوبی واقف ۔ حسد و نفرت کی

چنگاریاں ان میں پنہاں تھیں۔ وہ اپنے عزیزوں کی اسلام دشمنی سے بھی آگاہ تھے۔ اور ان سب کے باوجود آپ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت حق پرستوں کی تعداد صرف چالیس تھی

مہاجر

حضرت عثمانؓ کا صداقت پر ایمان لے آنا ان کے عزیزوں کے غیظ و غضب کو بھڑکانے کے لیے کافی تھا۔ اس نے اس کو دھوکا دیا۔ ناقابلِ برداشت دکھ پہنچایا۔ وہ بد اخلاق و کم آمیز ہو گئے وہ ان سے ہم کلام ہونے کو بھی تیار نہ تھے۔ اور رسولِ اللہ کا قرب جو حضرت عثمانؓ کو نصیب ہوا۔ اس کی وجہ سے وہ اور بھی دور ہٹ گئے حضورؐ کی شفقت اور عزیزوں کی نفرت۔ اور ایک دن ان کے چچا اس درجہ برافروختہ ہوئے کہ ان کی مشکیں کس کر انہیں پیٹا۔

لیکن حضورؐ آپ کو بے حد چاہتے تھے۔

آپ نے اپنی بیٹی کی شادی اُن سے کر دی ۔
جب آپ کو معلوم ہوا ۔ کہ دوسرے مسلمانوں
کے ساتھ ان کو کِس کِس قسم کی تکلیفیں اور
مصائب برداشت کرنے پڑ رہے ہیں ، تو
آپ نے حبشہ کو ہجرت کرنے کا حکم دیا ۔ اور
عثمانؓ مہاجرین کے پہلے قافلے کے ساتھ
روانہ ہوئے ۔

بیرِ رُومہ

حضرت عثمانؓ ملک حبش میں چند سال مقیم
رہے ۔ ہجرت کے وقت وہ واپس آچکے تھے ۔
وہ خود رسولِ خدا کے ساتھ مدینہ گئے ۔ اور
وہاں پر رہائش اختیار کر لی ۔

مدینہ میں پانی کی بے حد قلت تھی ۔ میٹھے
اور صاف پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا ۔
جسے بیر رومہ کہتے تھے ۔ اس کا مالک ایک
یہودی تھا ۔ جو مسلمانوں سے پانی کی قیمت لیتا ۔
رسولِ خدا نے اس تکلیف کو محسوس کیا ۔
اور خواہش ظاہر کی ۔ کہ کوئی شخص اس کنوئیں
کو خرید کر رفاہِ عام کے لئے وقف کر دے ۔
اور حضرت عثمانؓ نے ایسا کیا ۔ آپ نے

اس کنوئیں کی قیمت بیس ہزار درہم دے کر اپنے آقا کی خواہش پوری کر دی۔ اور پھر حضورؐ نے محسوس کیا۔ کہ مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لئے مسجد ناکافی ہے۔ تو حضرت عثمانؓ نے فوراً ساتھ کا قطعہ زمین خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔

پھر تبوک کے موقعہ پر بھی آپ کی مالی اعانت بے اندازہ تھی۔ دس ہزار درہم اور ایک ہزار اونٹ۔

حضرت عثمانؓ کا مالی ایثار سوائے صدیق اکبرؓ کے کسی سے کم نہیں۔

بدر

حضرت عثمانؓ سپاہی نہ تھے۔ لیکن اس کے باوجود جب کبھی آپ کو جاں نثاری کا موقع ملا۔ آپ نے کبھی کوتاہی نہ کی۔

جب لشکرِ اسلام کفار مکہ کے مقابلہ کے لئے بدر کو روانہ ہوا۔ تو آپ اس میں شامل نہ ہو سکے۔ آپ کی بیوی رقیہ بیمار تھیں۔ اور حضور کے ارشاد کی تعمیل میں ان کی دیکھ بھال کے لئے مدینہ ٹھہرنا پڑا۔

آپ حضرت رقیہ کو بھی نہ بچا سکے۔ اور ساتھ ہی باطل کے ساتھ اسلام کی پہلی ٹکر میں شامل ہونے کا موقعہ بھی ہاتھ سے کھو بیٹھے اس کا ان کو بیحد رنج ہوا۔ اور یہ صدمہ

کوئی معمولی صدمہ نہ تھا۔ بیوی کی اچانک وفات سے آپ کے تعلقات رسولِ خدا کے گھرانے سے یک لخت منقطع ہو گئے۔ لیکن حضورؐ نے آپ کی دستگیری کی۔ آپؐ نے آپ کو مجاہد گردانا۔ اور بدر کے مالِ غنیمت میں سے برابر کا حصہ آپ کو عطا فرمایا۔ اور پھر اپنی دوسری بیٹی ام کلثوم آپ کے عقد میں دے دی۔ حضرت عثمانؓ کا رشتہ پیغمبرِ اسلام کے گھرانے سے بدستور رہا۔

لیکن بدقسمتی کہ کچھ عرصہ بعد ام کلثوم بھی فردوس کو سدھاریں۔ لیکن حضورؐ آپ سے بیحد محبت کرتے اور فرمایا کرتے۔ کہ "مجھے عثمانؓ اتنا پیارا ہے۔ کہ اگر میری اور کوئی بیٹی ہوتی تو میں اس سے بیاہ دیتا"۔

آپ نے رسولِ خدا کی دو بیٹیوں سے شادی کی۔ اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔

بیعت الرضوان

بدر کے بعد حضرت عثمانؓ تقریباً ہر بڑی جنگ میں شامل ہوئے۔ ہجرت کے چھٹے سال رسولِ خدا نے خانۂ کعبہ کا قصد کیا۔ جب آپ حدیبیہ پہونچے تو معلوم ہوا کہ مکہ کے مشرک ابھی تک عناد رکھتے ہیں۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ لیکن قریش نے ان کو قید کر لیا۔ اور سخت نگرانی میں رکھا۔ کہ کہیں بھاگنے نہ پائیں۔ کئی دن گذر گئے۔ اور آپ واپس نہ لوٹے۔ مسلمانوں میں تشویش پیدا ہوئی۔ اور یہ خبر بھی مشہور ہوئی۔ کہ آپ کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا مطلب جنگ تھا۔ ایک سفیر کا قتل کر دینا صاف الفاظ میں اعلان جنگ کرنے کے برابر

ہے ۔ اور عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے حضورؐ نے اپنے چودہ سو صحابیوں سے ایک نیا عہد کر لیا ۔ اور جب سارے صحابی بیعت کر چکے ۔ تو حضورؐ سرورِ کائنات نے اس قسم کا عہد اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھ کر عثمانؓ کی طرف سے لیا ۔ یہ حضرت عثمانؓ کے لئے سب سے زیادہ قابلِ فخر بات تھی ۔ یہ ایک ایسا اعزاز تھا ۔ جو کسی دوسرے کو کبھی نصیب نہ ہو سکا ۔ جاں نثاری کا اتنا زبردست مظاہرہ دیکھ کر قریش ڈر گئے ۔ اور حضرت عثمانؓ کو رہا کر کے صلح کی درخواست کی ۔

منتخبین

رسولِ خدا کی وفات کے بعد لوگوں نے متفقہ طور پر حضرت ابو بکرؓ صدیق کو خلیفہ منتخب کیا ۔ وہ ہر حالت میں اپنے آقا کے بہترین جانشین تھے ۔ اور صدیق اکبرؓ نے اپنی وفات سے پہلے فاروق اعظمؓ کا انتخاب کر کے ایک پیچیدہ مسئلہ کو حل کر دیا ۔

لوگوں نے حضرت عمرؓ پر بھی اصرار کیا ۔ کہ وہ بھی خلیفہ نامزد کریں ۔ لیکن ان کے لئے انتخاب مشکل تھا ۔ ایک تو وہ قاتل کے خنجر سے نحیف و نزار تھے دوسرے حضرت ابو عبیدہؓ جن کو وہ بجد چاہتے تھے ۔ پہلے ہی وفات پا چکے تھے ۔ صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کا انتخاب اس

لئے آسان نہ تھا۔ کہ ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ لیکن ان کے بعد بہت ایسے صحابی موجود تھے۔ جو کہ ان کے صحیح جانشین ثابت ہو سکتے۔ اس لئے آپ نے چھ آدمیوں کو مقرر کر دیا کہ ان میں سے ایک کو خلیفہ چن لیں۔ اور وہ چھ علیؓ عثمانؓ زبیرؓ طلحہؓ سعدؓ بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے۔

"چھ بہت زیادہ ہیں۔ ہم اپنا انتخاب صرف تین تک محدود رکھیں" ابن عوف نے کہا۔ اور سب راضی ہو گئے۔

زبیرؓ نے حضرت علیؓ کا نام تجویز کیا۔ سعدؓ نے عثمانؓ اور علیؓ دونوں کا۔ طلحہؓ موجود نہ تھے۔ عبدالرحمٰنؓ دست بردار ہو گئے۔ اور ثالث مقرر ہوئے۔ اور حضرت علیؓ اور عثمانؓ نے آپ کے فیصلہ کو منظور کر لینے کا وعدہ کیا۔

ابن عوف نے دوسرے لوگوں سے بھی جو حج کے لئے مکہ میں جمع تھے صلاح

مشورہ کیا۔"

انتخاب

لوگ صبح کی نماز کے لئے مسجد میں جمع تھے۔
ابن عوف نے ایک تقریر کی۔ مختصر اور موثر
اور پھر حضرت عثمانؓ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں
لے کر انہیں خلیفہ منتخب کر لیا۔ حضرت علیؓ
نے اس کی پیروی کرتے ہوئے بیعت کی۔
اور پھر باقی سب لوگوں نے۔

حضرت عثمانؓ کے خلیفہ بننے کا اعلان ہوا۔
یہ نئے سال کا پہلا دن تھا۔ اور ہجرت
کی ۲۴ھ۔ تاریخ۔ بیعت کے بعد طلحہؓ آئے۔
حضرت عثمانؓ نے سب واقعہ ان کو کہہ سنایا
اور یہ بھی کہا۔ کہ اگر انھیں کسی قسم کا اعتراض
ہو۔ تو وہ اب بھی دست بردار ہونے کو

تیار ہیں۔ لیکن طلحہؓ پہلے ہی سے ان کے
حق میں تھے۔ فوراً بیعت کر لی۔

خلافت

خلیفہ کی حیثیت سے سب سے پہلا مقدمہ جو حضرت عثمانؓ کے سامنے پیش ہوا۔ وہ ہرمزان کے قتل کا مقدمہ تھا۔ جسے عبداللہ بن عمرؓ نے قتل کیا تھا۔

کسی نے عبداللہ سے کہا۔ کہ ہرمزان سابق شاہ ایران اور سعد کا ایک عیسائی غلام بھی امیر المومنین کے قاتل ابو لولو کے ساتھ سازش میں شریک تھے۔ وہ چپکے چپکے ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ لیکن جب انہیں دیکھ لیا گیا۔ تو وہ چونک اٹھے۔ اور ایک ایسا ہی خنجر ان کے ہاتھ سے گر گیا۔ جس سے کہ خلیفہؓ

کو شہید کیا گیا تھا۔

عبداللہ کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ وہ طیش میں آکر تلوار سونتتے ہوئے اپنے والد کا بدلہ لینے گھر سے روانہ ہوئے۔ اور ہرمزان اور عیسائی غلام دونوں کو قتل کر ڈالا۔

سعد اپنے غلام کی موت کی وجہ سے ناراض ہوا۔ اور عبداللہ کو پکڑ کر خلیفہؓ کے سامنے لے گیا۔ معاملہ مجلس میں پیش ہوا۔ اور عبداللہ کو ایک کلمہ گو کے قتل کے الزام میں مجرم گردانا گیا۔ ہرمزان اسلام قبول کرکے مدینہ میں مقیم ہو چکا تھا۔

لوگوں کو یہ بیحد شاق گزرا۔ صرف کل ہی تو امیر المومنین شہید ہوئے۔ اور آج تم ان کے لڑکے کو موت کے گھاٹ اتارتے ہو؟ وہ چلائے۔

حضرت عثمانؓ پر اس کا بہت اثر ہوا۔

آپ خود ہی ہرمزان کے ولی بن گئے۔ اور خون بہا مقرر کر دیا۔ جو کہ اپنی گرہ سے ادا بھی کر دیا۔ عبداللہ بچ گئے۔

ایران

ایرانیوں نے علمِ بغاوت بلند کر دیا۔ سخت گیر فاروقؓ اب زندہ نہ تھے۔ عالی ہمت خلیفہ مر چکے ہیں۔ شکست خوردہ ایرانیوں نے سوچا۔ اور بد عہدی شروع کر دی۔ یزدجرد سابق شاہ ایران جو جلا وطن تھا۔ اس شرارت کی جڑ بنیاد تھا۔ انہوں نے اسلام کے اقتدار کے خلاف اعلانیہ بغاوت کر دی۔

یہ ان کی غلط فہمی تھی۔ بوڑھے نرم دل اور فیاض حضرت عثمانؓ حضرت عمرؓ سے کسی صورت کم نہ تھے۔ آپ میں صدیق اکبرؓ کی نرمی اور فاروق اعظمؓ کی سیاست موجود تھی۔ آپ نے حالات کا مقابلہ سختی سے کیا

آپ نے بغاوت کو کچلنے کے لئے لشکر روانہ کر دیا۔ ایران دوبارہ فتح ہوا۔ اور ایرانیوں کو سرنگوں ہونا پڑا۔ نہ صرف یہی بلکہ اسلامی سلطنت زیادہ وسیع ہو گئی۔ خراسان میں اسلامی حکومت قائم ہوئی۔ اور کابل، ہرات، اور غزنی کے سرداروں نے فاتحین کو اپنا حکمران تسلیم کر لیا۔ قلعے تعمیر کئے گئے۔ سڑکیں بنائی گئیں۔ نہریں جاری کی گئیں۔ اور نئی مملکت میں امن و خوشی کی لہر دوڑنے لگی۔

معاویہ

معاویہ دمشق کے گورنر تھے۔ فاروق اعظمؓ نے ان کو یہ عزت بخشی تھی۔ وہ ایک قابل حکمران ثابت ہوئے۔ اور کئی ایک مقام فتح کر کے اپنے صوبے میں شامل کر دیئے۔ لوگ ان کو پسند کرنے لگے۔ اور بہت جلد سارا ملک شام ان کے زیر نگیں ہو گیا۔

یہ دیکھ کر قیصر روم گھبرا گیا۔ شام میں اسلام کی طاقت سلطنت روما کے لئے خطرۂ عظیم تھی۔ اور اس کے فوراً ہی بعد رومی فوجیں شام میں اتر آئیں۔ معاویہ کی فوجی طاقت حملہ آوروں کو پسپا کرنے کے لئے ناکافی تھی۔ اس لئے انہوں نے خلیفۂ وقت کے حضور

میں کمک کی درخواست کی اور دربارِ خلافت سے آٹھ ہزار رضاکار روانہ کیئے گئے۔ رومی سپاہ پسپا کر دی گئی۔ اور قیصری فوجوں کو شکست فاش ہوئی۔ لیکن مسلمانوں نے اس پر اکتفا نہ کیا۔ اور اسلامی فوجیں ایشیائے کوچک کو پامال کرتی ہوئیں۔ آرمینیا۔ اور طبرستان تک پہونچ گئیں۔ اس کے بعد مزید یلغار کرتے ہوئے تفلس اور بحیرہ اسود کے کنارے تک اسلامی پرچم گاڑ دیا گیا۔

مصر

حضرت عمرؓ فاروق کی وفات مفتوح قوموں کے لیئے ایک اشارہ تھا۔ کہ وہ اپنی کھوئی ہوئی سلطنت واپس لے لیں۔ تقریباً ہر جگہ بغاوت شروع ہو گئی۔ اور اسلامی اقتدار کے خلاف کھلا اعلان جنگ کر دیا۔

مصر میں رومیوں نے اسکندریہ پر حملہ کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ لیکن مصر کے بہادر گورنر عمرو بن العاص نے انہیں نکال باہر کیا اور بندرگاہ دوبارہ حاصل کر لی۔

کچھ عرصہ بعد عمروؓ اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے درمیان تنازعہ ہو گیا۔ عبداللہؓ ایک قابل ناظم تھے۔ اس لیئے فاروق اعظمؓ

تے انہیں آدھے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور مالیہ پر ان ہی کا اختیار تھا۔ اور عمرو بن العاص مصر کے فوجی گورنر تھے۔ چند ایک امور پر ان میں اختلاف پیدا ہو گیا اور معاملہ دربار خلافت تک جا پہنچا۔

چونکہ عمروؓ غلطی پر تھے۔ اس لئے نظم و نسق عبداللہ بن سعد کے سپرد کر دیا گیا۔

رومی

میدان جنگ میں یہ اعلان کیا گیا۔ کہ جو شخص رومی جرنیل گریگری کو قتل کرے گا۔ اس کی لڑکی اس سے بیاہ دی جائے گی۔ رومی افواج طرابلس اور برقہ میں کافی طاقتور تھیں۔

حضرت عثمانؓ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ انہیں نکال دیا جائے۔ شہنشاہ روم نے گریگری کی مدد کو ایک بھاری فوج بھیجی۔ حضرت عثمانؓ نے بھی عبداللہ کو کمک روانہ کی۔ مدینہ منورہ سے بہت سے صحابی اس مہم میں شامل ہونے کی غرض سے آئے۔ جنگ بہت لمبی اور ہولناک ہو گئی۔ گریگری ایک لاکھ بیس ہزار فوج لے کر آیا۔ لیکن وہ عبداللہ بن زبیر کے ہاتھوں کام آیا اور اسی سے اس کی لڑکی بیاہی گئی۔ گریگری کا

مرنا تھا کہ رومی فوجوں کے قدم اکھڑ گئے۔ اور وہ ایسے بھاگے۔ کہ پھر پانچ سال تک میدان میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ اور پانچ سال بعد انہوں نے ایک بار پھر کوشش کی۔ اور پانچ سو جہازوں کا بیڑا لے کر مصر پر حملہ کر دیا۔ عبداللہ نے بھی ایک چھوٹا سا بیڑا تیار کر رکھا تھا۔ اسکندریہ کے نزدیک بہت خوفناک بحری جنگ ہوئی۔ عربوں نے سختی سے مقابلہ کیا۔ تلوار اور خنجر کی لڑائی سے دشمن کے دانت کھٹے کر دئے۔ اور وہ اس حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلے۔ ان کا کپتان بھی جان بچا کر بھاگا۔ اس کے سپاہیوں نے جب اس ذلت آمیز شکست کا حال دیکھا۔ تو اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ پہلے اسلامی بیڑے کے کپتان کی حیثیت سے بہت مشہور ہوئے۔

قبرص

قبرص ملک شام کے نزدیک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ معاویہ اس پر قابض ہونا چاہتے تھے اور خلیفہ وقت حضرت عمرؓ فاروق سے اجازت طلب کی۔ وہ اپنی فوجیں جہازوں کے ذریعہ اس جزیرے پر اتارنا چاہتے تھے۔ قبرص شام سے اتنا قریب ہے کہ کتوں کے بھونکنے کی آواز وہاں پہنچتی۔ لیکن حضرت عمرؓ سمندری لڑائی سے احتراز کرتے۔ یہ ایک نیا تجربہ تھا اور اس سے اجتناب ہی بہتر سمجھتے۔ آپ نے عمرو بن العاص کی رائے لی۔ عمروؓ نے سمندر کا اتنا خوفناک منظر کھینچا کہ آپ نے معاویہ کو روک دیا۔ مجھے اپنے لوگوں کی سلامتی

یونان کے سب خزانوں سے عزیز ہے۔ آپ نے فرمایا۔ فاروق اعظمؓ کی وفات کے بعد معاویہ نے دوبارہ درخواست کی۔ حضرت عثمانؓ مان گئے۔ اور حکم دیا۔ کہ جنگی بیڑے میں شمولیت کے لئے کسی کو مجبور نہ کیا جائے اور ۲۸ھ میں پہلا اسلامی جنگی بیڑا تیار کیا گیا اور اس کی مدد کے لئے کچھ جہاز مصر سے بھی پہنچ گئے۔ اور قبرص آسانی سے فتح ہو گیا۔ قبرص کے باشندے جو مالیہ روم کو دیتے تھے اسلامیوں کو دینے پر راضی ہو گئے۔

فتنہ

حضرت عثمانؓ کے عہد حکومت کا ابتدائی دور امن و فراوانی کا تھا۔ کئی فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور کئی سنہرے ورق تاریخ اسلام میں شامل کئے گئے۔ اور اسلامی پرچم مراکش سے لے کر کابل تک لہراتا نظر آیا۔

لیکن اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے تھے جو حضرت عثمانؓ کو اچھا نہ سمجھتے۔ یہ وہ لوگ تھے جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے اسلام کو اس کی خوبیوں کی وجہ سے قبول نہیں کیا تھا۔ بلکہ اس لئے کہ مسلمان ہونے سے ان کو بہت

فائدہ سے تھے۔ کیونکہ یہ حکمران قوم کا مذہب
تھا۔

اس بہت بڑی سلطنت میں کئی قومیں آباد
تھیں جن کو بزور شمشیر مطیع کیا گیا تھا۔ انہوں
نے اسلام تو قبول کر لیا تھا۔ لیکن مسلمانوں
کے متعلق ان کے دلوں میں بغض و عناد
آج تک باقی تھا۔ ویسی ہی نفرت جو ایک
شکست خوردہ دشمن کو اپنے فاتح سے
ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں میں یہودی اور پارسی خاص
طور پر قابل ذکر ہیں۔ لیکن چونکہ وہ لاچار تھے
اتنی ہمت نہ تھی کہ کھلم کھلا مسلمانوں کی مخالفت
کریں۔ لہذا وہ سازشوں پر تل گئے۔ ایرانی
چاہتے تھے کہ انقلاب آئے۔ ایسا انقلاب
جو کہ ان کے لئے مفید ثابت ہو۔ اور
یہودیوں کی آرزو تو صرف اتنی تھی کہ اسلام
پارہ پارہ ہو جائے۔

حضرت عثمانؓ فطرتاً نیک تھے۔ وہ مہربان

فیاض اور نرم دل تھے۔ حضورؐ سرور کائناتؐ
کے وقت کے اچھے لوگ اب زندہ نہ تھے۔
ان کی اولاد اتنی بے لوث اور نیک نہ تھی۔
ان میں سے بیشتر قریش سے تعلق رکھتے
تھے۔ جو یہ سمجھتے کہ حکومت اور طاقت
ان ہی کا پیدائشی حق ہے۔

حضرت عثمانؓ جو ہر ایک پر مہربان تھے
اپنے عزیز و اقارب کا بھی خاص خیال رکھتے۔
کئی دفعہ ان کی امداد روپے پیسے سے بھی
کرتے۔ اُن کے پاس کافی روپیہ تھا۔ وہ ایک
متموّل تاجر تھے۔ لیکن کینہ ور لوگوں نے یہ
مشہور کرنا شروع کر دیا۔ کہ وہ سرکاری خزانہ
لٹا رہے ہیں۔ انہوں نے آپ کے خلاف
بے اطمینانی پھیلانی شروع کر دی۔ اور گورنروں
کو بھی تنگ کرنا شروع کر دیا۔ ان پر ایسی
زیادتیوں کے الزام لگائے۔ جن کے ذمہ دار
وہ نہ تھے۔ وہ لوگ صرف شرارت پسند تھے

اور شرارت پر تلے تھے۔ ان کا فوری انسداد نہ کیا گیا۔ حضرت عثمانؓ کی نرم مزاجی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ ایک خاصی طاقت بن گئے۔ اور بغاوت کی ایک ایسی آگ پھیلا دی جو آسانی سے فرو نہ ہو سکتی۔

کوفہ

کوفہ وہ جگہ تھی۔ جہاں سے اصلی شرارت شروع ہوئی۔ لیکن مصر مفسدوں اور شریر لوگوں کا مرکز تھا۔ یمن کا ایک نومسلم یہودی عبداللہ بن سباح اس گروہ کا سرغنہ تھا۔ وہ بہت چالاک اور اپنے فن کا ماہر تھا۔ اس نے اپنے مطلب کے لوگ اپنے گرد جمع کر لیے اور تمام ملک میں بغاوت کی لہر دوڑ گئی۔ لوگوں کے نقطۂ نظر مختلف تھے۔ اور بصرہ کے لوگ زبیرؓ پر جان نثار کرنے کو تیار تھے۔ کچھ لوگ قریش کے مخالف تھے۔ لیکن ایک جماعت ایسی بھی تھی۔ جو عرب نسل کی ہی دشمن تھی۔ لیکن ان اختلافات کے باوجود اس بات پر سب

متفق تھے ۔ کہ حضرت عثمانؓ کو معزول کر کے
بنی اُمیہ کی بیخکنی کی جائے ۔ اور یہ کام سر
انجام دینے کے لئے وہ سب متحد ہو گئے
وہ خود کو پارسا اور پاکباز بھی ظاہر کرتے
اور لوگوں میں خطبے اور وعظ بھی فرماتے ۔
گورنروں کو دھمکاتے ۔ اور بدنام کرتے ۔ اور
خلیفۂ وقت کے خلاف جھوٹے الزام تراشتے ۔
کہ وہ اپنے عزیز و اقارب کی مدد کرتے ہیں ۔ اور
رسولِ خدا کے نقشِ قدم پر نہیں چلتے ۔ اور روز
بروز وہ پہلے سے زیادہ کینہ ور ہوتے گئے
اور جب رومی بیڑے نے حملہ کیا تو انھوں
نے مسلمانوں کو اس مہم میں شامل ہونے سے
روکنے کی پوری کوشش کی ۔ اور کہتے کہ
اس مہم میں شامل ہونے اور رومیوں کے خلاف
لڑنے سے بڑا جہاد تو نا انصاف خلیفہ کو معزول
کرنا ہے ۔

عامل

وہ شرارت پر آمادہ تھے ۔ اور شرارت کے
لئے انہیں بہانے مل گئے ۔ انہوں نے طرح
طرح کے جھوٹے اور بے بنیاد الزام خلیفۂ
وقت کے خلاف تراشے ۔

" آپ نے پرانے اور تجربہ کار گورنروں
کو موقوف کر کے ان کی جگہ نالائق اور نو عمر
افسروں کو جو کہ ان کے رشتہ دار ہیں ۔ مقرر
کر دیا ہے "

یہ سب کچھ ذاتی عناد اور دشمنی کی بنا پر
کہا جاتا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت عثمانؓ
نے بعض بوڑھے گورنروں کو چند ایک وجوہات
کی بنا پر سبکدوش کر دیا ۔

آخر فاروق اعظمؓ کو بھی تو خالدؓ۔ مغیرہؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ جیسے نامور بہادروں کو معزول کرنا پڑا۔ اور فاروق اعظمؓ کی دیانت داری اور انصاف پسندی کو سوال نہیں ان کی منصف مزاجی آج تک ضرب المثل ہے۔

عمروؓ بن العاص کو مصر کی گورنری سے اس لئے معزول کیا گیا۔ کہ آپ نے اسکندریہ کے باشندوں سے غیر منصفانہ سلوک کیا تھا۔ اور نیز زراعت کی نئی سکیم رائج کرنے کے باوجود مالیہ میں کوئی اضافہ نہ دکھا سکے۔

سعد بن ابی وقاصؓ گورنر کوفہ نے شاہی خزانے سے کثیر رقم بطور قرض لے رکھی تھی جس کی ادائیگی سے احتراز کرتے تھے۔ اس لئے انہیں بھی جانا پڑا۔

بصرہ کے لوگ ابو موسٰی کی حکومت سے خوش نہ تھے۔ ان کی طرف سے ایک وفد حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

نکلا۔ اور طرابلس پر اسلام کا جھنڈا گاڑا آپ پہلے اسلامی بیڑے کے کپتان تھے۔ لیکن ان کا سب سے بڑا قصور یہ تھا کہ آپ اتفاق سے خلیفۂ وقت کے رشتہ دار تھے۔

بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عامر واقعی کم عمر تھے۔ لیکن عمر خدمت اسلام میں کبھی حائل نہ ہوئی تھی۔ اسامہؓ بن زید جن کو خود حضور سرور دو عالم نے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے چنا تھا۔ عمر میں عبداللہ بن عامر سے بھی کم تھے۔ اور عبداللہ وہ نو عمر جانباز تھے جنہوں نے ایران کو دوبارہ فتح کیا۔ اور کابل، ہرات اور نیشاپور کو بھی مطیع کرلیا۔

خلیفہ وقت کو ان کی بات ماننی پڑی۔

عبداللہ بن ارقم بہت ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے بیت المال کے فرائض انجام نہیں دے سکتے تھے۔ اس لئے ان کی جگہ زیدؓ بن ثابت کو مقرر کیا گیا۔ زید بہت عقلمند اور سمجھ دار ہونے کے علاوہ حساب کتاب میں بھی ماہر تھے۔ اور یہ نوجوان جو آپ نے مقرر فرمائے، نہ ہی نالائق تھے اور نہ ہی ناتجربہ کار۔ ان میں سے بعض تو حضرت عمرؓ کے وقت ہی سے بہت بڑے عہدوں پر فائز تھے۔ اور فاروق اعظمؓ بلا شبہ بہترین مردم شناس تھے۔

ولیدؓ بن عقبہ حضرت عمرؓ کے وقت جزیرہ کے گورنر تھے۔ سعد بن العاص طبرستان اور آرمینیا کے فاتح تھے۔

عبداللہ بن ابی سرح ایک بہت ہی قابل حاکم تھے۔ آپ نے رومیوں کو مصر سے

جھوٹے الزام

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ فضول خرچ ہیں۔ اور شاہی خزانے کا روپیہ اپنے عزیز و اقارب میں بانٹتے ہیں۔ یہ تو محض افترا تھا۔ اس میں تو کوئی انکار نہیں۔ کہ حضرت عثمانؓ عرب کے متمول ترین تاجر تھے۔ اور خلیفہ بننے سے پہلے بھی اپنی فیاضی کی وجہ سے مشہور تھے۔ آپ کا مالی ایثار اتنا زیادہ تھا۔ کہ حضور سرور کائنات بھی آپ کے بے حد مداح تھے۔ ایک شخص جو فطرتاً اس قدر فیاض ہے، کیا وہ اپنے رشتہ داروں پر مہربان نہیں ہو سکتا۔ اور خاص طور پر جب

کہ اس کے پاس مال و دولت بھی کافی ہو حضرت عثمانؓ تو وہ خلیفہ تھے۔ جو سرکاری خزانے سے اپنا مقررہ وظیفہ بھی نہ لیتے تھے۔ اور آپ نے کبھی ایک درہم بھی اپنے اوپر خرچ نہ کیا۔

آپ نے طرابلس کے مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ عبداللہ بن ابی سرح کو دیا۔ کیونکہ فتح کی صورت میں آپ ان سے یہ وعدہ فرما چکے تھے۔ لیکن جب لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ تو آپ نے اس کی واپسی کے احکام جاری فرما دیئے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے اپنے رہنے کے لئے بیت المال سے روپیہ لے کر ایک عظیم الشان محل تیار کرایا۔ یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت عثمانؓ تو ایسے خلیفہ تھے جو اپنا وظیفہ بھی بیت المال سے نہیں لیتے تھے۔

یہ بھی الزام خلیفۂ وقت کے خلاف تراشا جاتا ہے۔ کہ آپ نے سرکاری چراگاہیں اپنے ذاتی مصرف کے لئے وقف کر لی تھیں۔ اور عام لوگوں کو ان میں اپنے مویشی چرانے کی اجازت نہ تھی۔

یہ الزام بھی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے خلیفۂ وقت کا فرض تھا۔ کہ وہ سرکاری اونٹوں اور جنگی گھوڑوں کے لئے چراگاہیں بنوائیں۔ اور فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں بے شمار بنجر زمین، سرسبز چراگاہوں میں تبدیل ہو چکی تھیں۔ اور حضرت عثمانؓ کے وقت میں جانوروں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ چالیس ہزار اونٹ تو صرف ایک ہی چراگاہ سے خوراک حاصل کرتے۔ کیونکہ چراگاہوں پر خرچ بیت المال سے ہوتا تھا۔ اس لئے لوگوں کے لئے ان کا مفت استعمال ممنوع تھا۔ یہ حکم فاروق اعظمؓ کے

کے وقت میں صادر ہوا۔ اور حضرت عثمانؓ نے صرف اس کی پابندی کی۔ اور اپنے اونٹوں اور گھوڑوں کے متعلق تو آپ خود فرماتے ہیں کہ خلافت کا بوجھ اٹھانے سے پہلے میں سارے عرب میں سے سب سے بڑا اونٹوں اور بکریوں کا مالک تھا۔ اور آج نہ میرے پاس کوئی اونٹ ہے۔ اور نہ ہی بکری۔ سب مال و دولت اور اثاثہ ملک و قوم اور اللہ کی راہ میں دے دیا ہے۔ فقط دو کمزور سے اونٹ رہ گئے ہیں۔ اور وہ بھی صرف حج کعبہ کے لئے۔

حضرت ابوذر غفاری

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بزرگ اور معزز صحابیوں کی توہین کی۔ یہ بیان بھی تعصب سے خالی نہیں۔ آپ نے بعض امورِ مملکت کی بنا پر ان کو عہدوں سے سبکدوش کیا۔ حالانکہ فاروق اعظمؓ تو شارع عام پر بے عزتی کرواتے۔ اور کوڑے لگوایا کرتے۔

حضرت ابوذر غفاری ایک بوڑھے صحابی تھے۔ آپ نے مساوات کی حمایت میں تقریریں شروع کر دیں غریبوں کو امیروں کے خلاف اشتعال

دلانے لگے ۔ عام بغاوت کا خدشہ ہو گیا ۔ لیکن یہ غلط ہے کہ حضرت عثمانؓ نے انہیں جلا وطن کر دیا ۔

آپ نے نیک دل بزرگ کو دعوت دی ۔ کہ آپ کے پاس آ کر مقیم ہو جائیں ۔ لیکن حضرت ابوذر کو اس جہانِ فانی سے نفرت تھی ۔ اس لئے آپ تارک الدنیا ہو گئے ۔

قرآن کریم

سب سے بڑا جرم جو خلیفۂ وقت کے نام دھرا جاتا ہے ۔ وہ بلا شبہ اسلام کی سب سے بڑی خدمت ہے اسلامی لشکر طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے ۔ اور نو مسلمین پہلے ایک دوسرے سے الگ اور کافی فاصلے پر تھے ۔ صرف ملک عرب میں ہی ایک علاقے کی زبان دوسرے علاقے سے کافی مختلف تھی ۔ اس لئے قرآن مجید پڑھنے میں اختلافات پیدا ہو گئے ۔

بصرہ ابو موسیٰؓ کے پڑھنے کو درست سمجھتا۔ کوفہ ابنِ مسعودؓ کی پیروی کرتا۔ اور حمص کا طریقہ دمشق سے بھی الگ تھا۔ خلیفۃ المسلمینؓ نے چند معتمد صحابیوں کے مشورے سے ساری سلطنت میں سے قرآن کریم کی جلدیں طلب کیں۔ اور آپ نے قریش میں سے قابل علماء کی مجلس مقرر کی۔ کہ وہ انہیں اس اصلی مسودے کے مطابق بنائیں۔ جو کہ حضرت ابو بکرؓ صدیق نے حضور سرور کائناتؐ کی وفات کے فوراً بعد ترتیب دیا تھا۔ اس طریقہ سے سب اختلافات رفع کئے گئے۔ اور قرآن کریم کا اور مستند نسخہ لکھا گیا۔ اور صرف اسی کو ساری دنیائے اسلام میں رائج کرنے کے لئے باقی تمام مسودے تلف کر دیئے گئے۔

حضرت عثمانؓ کا یہ کارنامہ اس وقت بہت ہی قابل تحسین سمجھا گیا۔ لیکن بعد میں دشمنوں نے اس کو ایک ناقابلِ معافی جرم قرار دیا۔

کانفرنس

حضرت عثمانؓ چونکہ فطرتاً نیک اور نرم دل تھے۔ اس لئے آپ نے مفسدوں کے خلاف کوئی سخت کارروائی کا اقدام نہ کیا۔ آپ ان کی شکایات سننے اور ان کا مداوا کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

آپ نے اپنے سب گورنروں کو مدینہ میں طلب فرمایا۔ آپ نے سرکاری اعلان جاری کر دیا۔ کہ سب صوبوں کے وہ لوگ جو گورنروں کی حکومت سے ناخوش ہیں۔ خود آئیں۔ اور آکر اپنی شکایات پیش کریں۔ گورنر تو سب آ گئے۔ لیکن

شکایت کرنے والا ایک نہ پہونچا۔ وہ سب جھوٹے تھے۔ وہ صرف شرارت پر تلے ہوئے تھے۔ گورنروں کی غیر حاضری میں انہیں اپنی ناپاک حرکتیں جاری رکھنے اور خلیفۂ وقت کے خلاف زہر اگلنے کا مزید موقع مل گیا۔

حضرت عثمانؓ نے اپنے گورنروں سے رائے طلب کی۔

عبداللہ بن عامر نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ کسی اور ملک پر چڑھائی کر دی جائے۔ سب لوگ جہاد میں شامل ہو جائیں گے۔ اور شور و شر دفع ہو جائے گا۔

سعدؓ بن العاص نے کہا " کہ سب فساد کی جڑ مفسدوں کا صرف ایک گروہ ہے۔ کیوں نہ ان کے سرغنوں کو قتل کر دیا جائے۔ اور تحریک کچل

دی جائے۔

"ہر ایک گورنر اپنے صوبہ میں امن و آشتی کا ذمہ دار ہو۔ اپنے صوبے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔"

امیر معاویہ نے فرمایا!

"میرے خیال میں تو باغی حریص اور لالچی ہیں۔ کیوں نہ کچھ روپیہ دے کر ان کا منہ بند کر دیا جائے۔"

عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے رائے دی۔

گورنروں کے یہ سب اچھے خاصے مفید مشورے تھے۔ لیکن یہ کسی طرح بھی اس وباء کا مقابلہ نہ کر سکے۔ جو پھیل چکی تھی۔

تحقیقاتی کمیشن

حضرت عثمانؓ اتنے نیک دل اور فیاض تھے کہ آپ نے باغیوں کے ناجائز مطالبات بھی تسلیم کر لئے۔ کوفی سعد بن العاص کے خلاف تھے۔ اور جب وہ مدینے سے واپس آیا۔ تو اسے اسی شہر میں جس کا وہ حاکم تھا جانے سے روک دیا۔ اس کے غلام کو قتل کر دیا۔ اور وہ مدینہ لوٹ جانے پر مجبور ہو گیا۔

کوفیوں نے اس کی معزولی کا مطالبہ

کیا۔ اور حضرت عثمانؓ نے وہ بھی
پورا کر دیا۔ اور ان کی بجائے ان کے
اپنے منتخب کردہ گورنر ابو موسیٰؓ اشعری کو مقرر
فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کو لوگوں کی شکایت
رفع کرنے کی اتنی فکر تھی کہ آپ
نے ذمہ دار اشخاص کو اس کام پر
معین فرمایا۔ کہ وہ خود جا کر اس امر
کی تفتیش کریں۔ کہ آیا لوگ گورنروں
کے خلاف اپنی شکایات میں حق بجانب
تھے۔ آپ نے اس غرض کے لئے
محمد بن مسلم کو کوفے، اسامہؓ بن زید
کو بصرہ، عمارؓ بن یاسر کو مصر اور
عبداللہ بن عمرؓ کو ملکِ شام کو
روانہ کیا۔ لیکن گورنروں کی کوئی غلطی
ثابت نہ ہو سکی۔ سب نے متفقہ
طور پر یہی اطلاع دی کہ شرارت پسند

لوگوں کو سزا ملنی چاہیئے۔

سازش

سازش کرنے والوں کے تین مختلف گروہ مدینہ میں اتر آئے۔ وہ کوفہ، بصرہ اور مصر سے آئے تھے۔ وہ شہر کے گرد و نواح میں خیمہ زن ہوئے۔ ان کے ارادے بد تھے۔ لیکن یہ بات انھیں جلد ہی معلوم ہو گئی کہ ان کو شہر والوں کی ہمدردی کسی صورت بھی حاصل نہ ہو سکے گی کیونکہ مدینے کے باشندے حضرت عثمانؓ کی خلافت سے بالکل مطمئن تھے۔ انھیں یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ وہ ان کو شہر میں داخل ہی نہ ہونے دیں گے۔ وہ اپنے خلیفہ کی حفاظت کے

لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے۔

ابن باح اپنے پراپیگنڈہ میں حضرت علیؓ کی حمایت کرتا تھا۔ رسولؐ خدا کے بعد خلافت کے صحیح وارث علیؓ ہیں۔ لہذا وہ ان کے پاس گیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا۔ کہ رسولِ خدا کے بھائی انھیں خوش آمدید کہیں گے۔ اس کے علاوہ انہوں نے خلافت کے دو اور حق دار کھڑے کر رکھے تھے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ لیکن حضورؐ سرکار دو عالم کے نیک دِل صحابیوں کے لئے ایسی ذلیل سازش میں شریک ہونا ناممکن تھا۔

انہیں مایوسی ہوئی۔ کوئی اور بہانہ تراشا مصر کے گورنر کی واپسی کا مطالبہ کر دیا۔ وہ اپنا آدمی چاہتے تھے۔ اور وہ آدمی محمد بن ابوبکر تھے۔

جو ان کے جال میں پھنس چکے تھے۔
اور اچھے خلیفہ نے ان کو بجائے اس
فتنہ کی سزا دینے کے ان کی درخواست
مان لی۔ اور محمد بن ابو بکر کی تقرری
کے فرمان جاری کر دیئے۔ اس سے وہ
ظاہرہ طور پر خوش ہو گئے۔

مدینہ کے لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا
سازشی چلے گئے۔ اور گڑبڑ ختم ہو
گئی۔ لیکن یہ بھی ایک فریب تھا۔ جو
انہوں نے مدینہ کے سادہ لوح باشندوں کو
دیا۔ تھوڑے ہی دن بعد وہ یک لخت
پھر آ گئے۔ تینوں کے تینوں گروہ۔ اور
شہر والوں کو پریشان کر دیا۔ وہ "انتقام"
"انتقام" کے نعرے لگاتے مدینہ کی گلیوں
میں گھوڑے دوڑانے لگے۔ اس سے
لوگ حیران و خوفزدہ ہو گئے۔

حضرت علیؓ نے ان سے اس کا سبب

پوچھا۔ انہوں نے ایک ایسا خط پیش کیا
جس پر خلیفہؓ کی مہر ثبت تھی۔ یہ مصر کے
گورنر کے نام تھا۔ اس میں لکھا تھا: "کہ
ان سب لوگوں کو تہ تیغ کر ڈالو۔ اور میری
معزولی کے احکام کو منسوخ سمجھو۔"

انہوں نے بیان کیا کہ یہ خط خلیفہؓ وقت
کا ایک خاص ایلچی مصر کو لئے جا رہا تھا
اور اسے راستہ میں روک کر تلاشی لینے
پر یہ خط ملا۔ چونکہ ان سے سخت فریب
کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ انتقام لینے کے
لئے آئے ہیں۔

"لیکن مجھے اتنا بتاؤ۔ حضرت علیؓ نے
دریافت کیا۔ "کہ تم سب کے سب بیک
وقت کس طرح واپس لوٹ آئے جب
کہ اس قاصد کو صرف مصر کو جانے
والے گروہ نے پکڑا۔ بصرہ، کوفہ اور
مصر کو جانے والی سڑکیں ایک ہی طرف

سے نہیں جاتیں۔ تینوں کے راستے الگ الگ ہیں۔

ان کے پاس اس کا کچھ جواب نہ تھا۔ انہوں نے وہ خط جعلی بنایا تھا۔ اور ان کا مدعا صرف مدینہ کے باشندوں کو پریشان کرنا تھا۔

جعلی خط

حضرت عثمانؓ اس خط کے متعلق کچھ نہ جانتے تھے۔ انہوں نے اس بات کی قسم اٹھائی۔ لیکن مفسدوں کو یقین نہ آیا۔

"خواہ تم نے یہ خط لکھا یا نہیں تم خلافت کے اہل نہیں۔ لہذا دستبردار ہو جاؤ"

"دستبردار تو میں ہوں گا نہیں۔ خلافت تو اللہ کی خلعت ہے۔ میں اسے اتار کر نہیں پھینک سکتا۔ حضرت عثمانؓ نے جواب دیا۔

"اگر تم نہ مانے تو بزور شمشیر تمہیں خلافت سے الگ کر دیں گے۔

ایک دن جب آپ جمعہ کی نماز پر خطبہ

فرما رہے تھے۔ تو مفسدوں میں سے ایک کھڑا ہو کر پکارا۔ عثمانؓ اللہ کی کتاب کو اپنا رہبر بناؤ۔

نہایت عجز و انکسار سے جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی عادت تھی۔ آپ نے اس سے بیٹھ جانے کی درخواست کی۔ لیکن وہ پھر کھڑا ہو کر چلایا۔ یہ ان کا باہمی سمجھوتہ تھا تین مرتبہ نیک دل خلیفہ نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا اور ہر موقعہ پر اس نے زیادہ شور مچایا۔ اور پھر سب اکٹھے ہو گئے۔ اور پیغمبر اعظمؐ کے منکسر المزاج خلیفہ پر پتھر برسانے شروع کر دیئے۔

نحیف و نزار تحمل و استقلال کا مجسمہ عثمانؓ غنی منبر سے زمین پر آ گرے۔ لیکن لیکن پھر بھی مفسدوں سے ناراض نہ ہوئے۔

محاصرہ

اور پھر انہوں نے خلیفۂ وقت کے مکان کا محاصرہ کر لیا۔ مدینہ والے بھی اپنے پیارے خلیفہ کی حفاظت کے لئے آگے بڑھے۔ حضرت علیؓ طلحہؓ اور زبیرؓ نے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمانؓ کے دروازوں پر ان کی محافظت کے لئے مامور فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کا گھر ایک بہت بڑی عمارت تھی۔ اور اس میں ان کے کم و بیش سات سو جان نثار رہتے تھے۔ جو ان کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ بھی بہانے کو تیار تھے۔ لیکن نیک دل خلیفہ ان کو ایسا کرنے

کی اجازت نہ دیتے۔

میں اللہ کے نام کا واسطہ دیتا ہوں۔ کہ میری خاطر خون کا ایک قطرہ بھی نہ بہایا جائے"! آپ نے فرمایا۔ اور آپ نے تمام غلام بھی آزاد کر دیئے۔

مفسدوں نے خلیفہؓ کے مکان میں کھانے پینے کی چیزیں تک پہنچانے کو روک دیا۔

ایک دن حضرت ام حبیبہؓ نے جو کہ حضورؐ کی بیوہ تھیں۔ پانی کے چند مشکیزے پہنچانے چاہے۔ لیکن سنگدل مفسدوں نے ان کو بھی نہ جانے دیا۔ اور بد کلامی سے پیش آئے۔

باغیوں سے خطاب

حضرت عثمانؓ کی عظمت آپ کے عجز و انکسار میں ہی تھی۔ سخت مصائب اور تکالیف میں بھی آپ غضب آلودہ نہ ہوتے۔

ایک دن آپ اپنے مکان کی چھت پر گئے۔ اور تمام مفسدوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے۔

کیا تمہیں یاد ہے کہ جب ہمارے آقا مدینہ تشریف لائے۔ تو یہ مسجد بہت چھوٹی تھی۔ آپ کی خواہش تھی۔ کہ کوئی شخص اور زمین خرید کر اس میں شامل کر دے اور آپ نے فرمایا تھا۔ جو بھی مسجد کے لئے

زمین خرید دے گا۔ اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی اور میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔ اور آج اسی مسجد میں تم لوگ مجھے نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔

"اور کیا تم کو معلوم نہیں۔ کہ جب حضورؐ مدینہ تشریف لائے۔ تو سوائے رومہ کے یہاں کوئی بھی میٹھے پانی کا کنواں نہ تھا۔ اور آپ نے فرمایا۔ کہ جو کوئی اسے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے گا۔ اسے اس سے بہتر بہشت بریں میں ملے گا۔ اور میں آپ کا حکم بجا لایا۔ اور آج اس کنوئیں سے تم مجھ کو ہی پانی نہیں پینے دیتے۔

"اور کیا تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جنگ تبوک کا تمام خرچ بھی سرکار دو عالمؐ کے اس ناچیز غلام نے اپنی گرہ سے دیا!!

اس میں کوئی شک نہ تھا۔ اور سب نے کہا۔ کہ یہ ٹھیک ہے۔

"اور کیا تم میں سے کسی کو یہ بھی یاد ہے۔ کہ ایکدن حضورؐ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے کہ پہاڑ کانپنے لگا۔ تو آپ نے فرمایا ٹھہر جنبش نہ کر۔ کیا تجھ کو معلوم نہیں کہ تیری پیٹھ پر نبی، صدیق اور شہید موجود ہے اور صدیق اکبرؓ کے علاوہ میں بھی حضورؐ کے ساتھ تھا!!

سب نے کہا کہ ہمیں یاد ہے۔

اور میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ مجھے بتاؤ۔ کہ حدیبیہؓ کے عہد کے وقت میرے آقا میرے مولا نے مجھے اپنا خاص سفیر بنا کر اہل مکہ کے پاس بھیجا۔ میری غیر حاضری میں اپنے دست مبارک کو میرا ہاتھ تصور کرتے ہوئے میری طرف سے عہد

لیا"

یہ سب کچھ سچ تھا۔ اور وہ لوگ مانتے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ شر پسند تھے اور شرارت پر تلے ہوئے تھے۔ اور اس کے فوراً بعد ہی وہ اپنے خوفناک ارادوں کی تکمیل کی طرف متوجہ ہوئے۔

انھوں نے امیر المومنین حضرت عثمان کو شہید کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اور وہ جلد از جلد اپنے ناپاک ارادے کی تکمیل چاہتے تھے۔ لوگ کعبۃ اللہ میں حج کے لئے جمع ہو رہے تھے۔ اور مدینہ کی طرف ان کی واپسی کا امکان بھی تھا۔ اس لئے مفسدوں نے فیصلہ کر لیا کہ یہ خوفناک کام فوراً ہی سر انجام دیا جائے۔ حضرت عثمان نے جب یہ سنا تو فرمانے لگے "۔ اسلام نے موت کی سزا کی اجازت صرف تین جرموں کے لئے

دی ہے۔ یعنی بدکاری، قتل اور کفر، اور نہ تو میں نے کوئی برا کام کیا۔ اور نہ ہی کسی کو قتل کیا۔ اور نہ ہی میں کافر ہوں۔ اور اب بھی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اللہ ایک ہے۔ اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے"۔ لیکن یہ سب باتیں بیکار ثابت ہوئیں۔

اِستقلال

خلیفۂ وقت کے دوست پریشانی کے عالم میں تھے۔ وہ حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے "امیر المومنین بہت سے لوگ آپ کی حمایت پر ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ آپ راستی پر ہیں۔ باغیوں کا مقابلہ کیا جائے۔ اور انہیں نکال دیا جائے۔ اور اگر آپکو یہ بات پسند نہیں تو یہ جگہ چھوڑ کر مکہ تشریف لے جائیں۔

وہ جگہ مقدس ہے۔ اور وہاں پر یہ لوگ فساد نہ کریں گے۔ یا شام چلئے۔ وہاں کے لوگ وفادار ہیں۔ اور نیز وہاں پر معاویہؓ بھی ہیں۔

"میں اُن سے لڑوں گا نہیں" حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔"

"میں وہ خلیفہ نہیں بننا چاہتا۔ جو مومنوں کا خون بہائے۔ اور میں مکہ بھی نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ مجھے یقین نہیں۔ یہ لوگ کعبہ کی تقدیس کا خیال رکھیں۔ اور ملک شام کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں کسی حالت میں بھی وہ جگہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ جہاں پر میرے آقا نبی کریمؐ کا جسدِ خاکی دفن ہے۔ اور نہ ہی میں تم لوگوں میں سے کسی کو اس بات کی اجازت دوں گا۔ کہ میری خاطر تلوار کو بے نیام کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرے گا۔ تو وہ میرا دوست نہیں۔"

شہادت

شہادت

حضرت عثمانؓ جانتے تھے کہ ان کی قسمت میں شہادت لکھی ہے۔ آپ کے آقاؐ نے آپ کو یہ بتلا دیا تھا۔ اور صبر و استقلال کی تلقین کی تھی۔

جمعہ کا مبارک دن تھا۔ آپ روزہ سے تھے۔ آپ نے ایک خواب دیکھا۔ کہ حضورؐ صدیقؓ اور فاروقؓ کے ساتھ ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ عثمانؓ جلدی کرو۔ ہم افطاری کے منتظر ہیں۔

جب آپ بیدار ہوئے۔ تو آپ نے اپنی بیوی سے کہا کہ باغی مجھے قتل کر دیں گے۔

پھر آپ نے پائجامہ منگوا کر پہنا۔ جو پہلے آپ نے کبھی نہیں پہنا تھا۔ گھر میں جتنے غلام تھے آزاد کر دیئے۔ اور نہایت سکون کے ساتھ تلاوت کو بیٹھ گئے۔

اور اسی دن پچھلے پہر بدکرداروں میں سے چار دیوار پھاند کر خلیفہؓ کے گھر میں داخل ہوئے۔ ان میں سب سے آگے محمد بن ابوبکر تھا۔ وہ آگے بڑھا اور حضرت عثمانؓ کو ریش مبارک سے پکڑ کر کھینچا!

"میرے بھتیجے! آپ نے اطمینان سے فرمایا۔

"اگر تیرا والد آج زندہ ہوتا۔ تو یہ ہرگز برداشت نہ کرتا۔" ابابکر یہ سن کر نادم ہوا اور واپس لوٹا۔ لیکن دوسرا آگے بڑھا اور پیشانی پر لوہے کی سلاخ ماری۔ اور خلیفہ اللہ کا نام لیتے ہوئے زمین پر گرے

اور تیسرے نے نحیف جسم کو نیزے کی نوک سے چھلنی کر دیا۔ چوتھے نے تلوار کا وار کیا۔ جو وفا شعار بیوی نائلہ نے ہاتھ پر لیا اور تین انگلیاں کٹ گئیں۔ اور یہ انجام تھا تلوار برچھی اور لوہے کی سلاخ نے دنیا بھر کی بہترین زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لیئے گل کر دیا۔

دو دن تک خلیفہ کی نعش جوں کی توں پڑی رہی۔ باغیوں کی حکومت۔ کسی کی ہمت نہ پڑتی تھی کہ میت اٹھائے۔ اور کہیں جا کر تیسرے دن رات کے وقت مٹھی بھر آدمیوں نے خلیفۂ وقت کے مقدس جسم کو اپنے کندھوں پر اٹھایا۔ صرف سترہ آدمیوں نے چار ملکوں کے حکمران کی نماز جنازہ ادا کی۔ اور مراکش سے لے کر کابل تک کے شہنشاہ ایک خاموش سی قبر میں اتار دیئے گئے

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ط